کربلا اور حرمِ کعبہ میں شبیرؑ و خلیلؑ

سید محمد جعفری

۱

کربلا اور حرمِ کعبہ میں شبیر و خلیل　　اوّل و آخر یک قصۂ رنگین و جمیل
ایک تمہیدِ وفا ایک وفا کی تکمیل　　کربلا سے درِ کعبہ کی مسافت ہے طویل
اے قلم دیکھ محبت کے منازل کیا ہیں
کیسے طے کرتے ہیں خاصانِ خدا یہ راہیں

۲

کربلا تک درِ کعبہ سے گئے شاہِ امم　　مجھ کو منظور ہے احوال کروں اس کا رقم
کس طرح شوقِ شہادت میں اُٹھاتے تھے قدم　　ہمرکاب آپ کے اصحاب تھے اور اہلِ حرم
نہ نبیؐ تھے نہ علیؑ تھے نہ بتولؑ اور نہ حسنؑ
ساتھ پروانہ صفت ثانیٔ زہرا تھی بہن

۳

کربلا اصل میں کعبہ میں پڑی تیری بنا　　ہے بہتر شہدا کے لئے تو ارضِ منیٰ
تجھ پہ سجدہ وہ ہوا ہے جو نہیں ختم ہوا　　اس لئے کعبے میں اور تجھ میں رہا فرق ہی کیا؟
ذکر ہو کعبہ کا اور اس میں کہے رب کریم
فدیۂ راہِ خدا ہم نے کیا ذبحِ عظیم

۴

کربلا جاتے ہیں کعبہ سے حسین ابن علی — حج کو عمرہ سے بدلتے ہیں ولی ابنِ ولی
قتل ہے مکہ میں کہ یہ شمعِ امامت بھی چلی — قتلِ معصوم کے درپے ہیں شقیِ ازلی

نہ مدینہ میں نہ مکہ میں اماں پاتے ہیں
ساتھ زہرا و علیؑ نوحہ کناں جاتے ہیں

۵

باندھ کر آئے ہیں چالیس لعیں وہ احرام — جن میں پوشیدہ ہیں شمشیر و تبر خوں آشام
قتل ہوں تاکہ عبادت میں شہِ عرش مقام — جیسے ہونے نہ دیا سجدۂ حیدر کو تمام

گو شہادت کے لئے شوق بداماں ہیں حسین
حرمِ کعبہ کی حرمت کے نگہباں ہیں حسین

۶

یہ وہ کعبہ ہے علیؑ نے جسے خود پاک کیا — تکیہ بر رفعتِ دوشِ شہِ لولاک کیا
اُس میں بت خانے کی ظلمت کا جگر چاک کیا — پھر اُسے قبلہ کیا روکشِ افلاک کیا

گو ہر اک بت کو گراتے رہے مولا و نبی
بتِ پندار کو توڑیں گے حسین ابن علی

۷

کعبۂ باطنِ انساں کو سجائیں گے حسینؑ — ظلم اور جبر کے ہر بت کو گرائیں گے حسینؑ
مر کے جینے کا سلیقہ بھی سکھائیں گے حسینؑ — کربلا میں حرم اک اور بسائیں گے حسینؑ

کربلا خوش ہے کریم ابن کریم آتا ہے
جس کو قرآں نے کہا ذبحِ عظیم، آتا ہے

۸

قبل اس کے کہ روانہ ہوئے مکہ سے امام — کعبۃ اللہ میں واقع ہیں جہاں رُکن و مقام
اُس جگہ لے گئے تشریف شہنشاہِ انام — اور کیا خالقِ اکبر سے یہ سجدہ میں کلام

تیرے گھر میں مرا سجدہ ہے یہ آخر سجدہ
یاد کرتی ہے مجھے وعدہ گہہ کرب و بلا

۹

تو ہے عالم مجھے درکار حکومت ہے نہ تاج — مجھ سے کرتا ہے طلب آج وہ بیعت کا خراج
فاسق و فاجر و ظالم ہے جو مغرور مزاج — مجھ کو رکھنی ہے بہر طور ترے نام کی لاج

اک چراغ اپنی شہادت سے جلائے گا حسینؑ
حق کو باطل سے جدا کر کے دکھائے گا حسینؑ

۱۰

مجھ کو معلوم ہے یہ کام بہت مشکل ہے — راہِ دشوار ہے درپیش کڑی منزل ہے
اس اندھیرے میں بہت دور ابھی ساحل ہے — لیکن اس میں تری توفیق اگر شامل ہے

سر پہ آیا ہے جو طوفان گذر جائے گا
منزلِ صبر و رضا تک یہ سفر جائے گا

۱۱

خط پہ خط آتے ہیں کوفے سے بلانے کے لئے — آیئے بہرِ نبی ہم کو بچانے کے لئے
کفر آمادہ بہ طغیاں ہے ڈبانے کے لئے — آپ آئے نہ اگر راہ دکھانے کے لئے

حشر میں خالقِ اکبر سے کریں گے فریاد
وقت آنے پہ نہ کی سبطِ نبی نے امداد

۱۲

آج پیغامِ رسالت کو بچانا ہے مجھے — نورِ خورشیدِ ہدایت بھی دکھانا ہے مجھے
ڈوبتی ناؤ کو ساحل سے لگانا ہے مجھے — سرخ رو ہو کے ترے سامنے آنا ہے مجھے

پیش کردونگا میں اولاد کی قربانی بھی
خواہ اس راہ میں مجھ کو نہ ملے پانی بھی

۱۳

اے خدا تو جو ہے سرچشمۂ الطاف و عطا — تو نے بخشا ہے مجھے شیوۂ تسلیم و رضا
امتحاں تھا جو بڑا، دی مجھے ہمت بھی سوا — تیری رحمت سے ملے ہیں مجھے ایسے رفقا

مثل اپنا نہیں رکھتے ہیں وہ جانبازی میں
متحد حق و صداقت کی سرفرازی میں

۱۴

یہ دعا کر کے روانہ ہوئے کعبہ سے جو شاہ — ہمت و عزم و شجاعت نے کہا بسم اللہ
پیرہن کعبے نے پہنا، جو ابھی تک ہے سیاہ — کی عزیزوں نے رفیقوں نے بصد یاس نگاہ

کچھ عزیز آئے تھے شبیر کے سمجھانے کو
یعنی اک عقدۂ تقدیر کے سلجھانے کو

۱۵

ابن عباس نسب، نام کے تھے عبداللہ — بولے شبیر سے کوفہ کی طرف جائیں نہ شاہ
اہل کوفہ نہیں آئین وفا سے آگاہ — سب دغا باز و ریاکار ہیں اور نامہ سیاہ

قتل کر ڈالیں جو مہماں کو نہیں اُن سے یہ دور
اور پھر اہلِ حرم کو لئے جاتے ہیں حضور

۱۶

آپ چاہیں تو چلے جائیں سوئے ملکِ یمن — اُس میں شاداب ہیں آباد ہیں دشت اور چمن
اُس میں رہتے ہیں محبانِ شہِ قلعہ شکن — جبل و وادی بھی ہیں محکم کہ نہ پہنچیں دشمن

امن سے آپ رہیں اس میں کچھ آرام کریں
اور لوگوں کی ہدایت کے لئے کام کریں

۱۷

شاہ بولے کہ مجھے حکم جو نانا نے دیا — مجھ کو اس حکم کی تعمیل ہے لازم بخدا
ابن عباس کو یہ سن کے جو کچھ یاد آیا — روئے اور ہائے حسینا کے سوا کچھ نہ کہا

اس لئے کرتے ہوئے نالہ و فریاد آئے
اُن کو الفاظِ رسول عربی یاد آئے

۱۸

ابنِ جعفر نے مدینہ سے یہ لکھ کر بھیجا — کیوں حسین آپ نے کوفہ کی طرف قصد کیا
ترک کر دیجیے اس عزمِ سفر کو بہ خدا — گل ہوئی شمع امامت تو اندھیرا ہوگا

آج تک مرکزِ انوارِ جہاں باقی ہے
ایک سرچشمۂ ایماں کا نشاں باقی ہے

۱۹

ابن عباس ، زہیر آئے بصد حسرت وغم　　بولے کوفہ کی طرف جائیں نہ سرکارِ امم
ہیں وہ سب کوفی ولا یوفی وارباب ستم　　اُس سے پھر جاتے ہیں خود کرتے ہیں جو قول وقسم
بولے شہ عزم سے اپنے نہیں ٹل سکتا ہوں
وہ بدل جائیں تو کیا میں بھی بدل سکتا ہوں؟

۲۰

کیا اسی دن کو پیمبر نے مجھے پالا ہے　　میرا مقصد جو ہے اک زندگیٔ اعلیٰ ہے
عمرِ موجودہ تو اک شعلۂ جوالہ ہے　　مصلحت حق کی ہر اک شے سے بہت بالا ہے
ایک انساں بھی پکارے گا تو جائے گا حسینؑ
روشنی شمعِ ہدایت کی دکھائے گا حسینؑ

۲۱

شاہ کے بھائی جو مکے میں تھے مسلم بن عقیل　　نیک دل اور جری، صاحبِ اوصافِ جمیل
راست گفتار حق آگاہ ، خلیق اور شکیل　　مدتوں یاد رکھے گی جنھیں کوفہ کی فصیل
ان کو کوفہ کی طرف بھیجدیا لکھ کے جواب
اور کہا لکھئے گا حالات ہیں اچھے کہ خراب

۲۲

قاصدِ حضرتِ مسلم کا نہ پہنچا تھا پیام　　آٹھ ذی الحج کو روانہ ہوئے مکہ سے امام
اہلِ کوفہ کے لئے کر دیا حجت کو تمام　　ورنہ معلوم تھا کوفہ میں جو ہوگا انجام
ان مصالح کو سمجھ لیتے ہیں خاصانِ خدا
حق نہ اُن سے، نہ کبھی حق سے وہ ہوتے ہیں جدا

۲۳

راہ میں ایک مقام آیا بنامِ 'صفاح'　　جانبِ کوفہ سے آیا تھا وہاں اک سیاح
شاعرِ شہرۂ آفاق تھا اور نیک صلاح　　پنجتن پاک کا وہ شخص بہت تھا مداح
نام شاعر کا فرزدق تھا فصاحت بکمال
شہ نے دریافت کیا کوفہ کا اس سے احوال

۲۴

اس طرح شاہ کی خدمت میں ہوا عرض گذار بے وفائی میں ہیں مشہور یہ کوفی غدار
خط پہ خط بھیج کے کہتے ہیں کہ آئیں سرکار دل ہیں ساتھ آپ کے دشمن کی مدد کو تیار
رُخ ہواؤں کا جو دیکھیں گے پلٹ جائیں گے
فوجِ شام آئی تو ہر قول سے ہٹ جائیں گے

۲۵

بولے شہ مجھ کو ہے معلوم کہ سچ کہتے ہو میں نے اللہ پہ چھوڑا ہے اسی فیصلے کو
وہ جو چاہے گا وہ ہوگا تو یونہی ہونے دو اُس کا جو حکم ہے ہر لحظہ میں اس کو دیکھو
ہے ستایش کی سزاوار مشیت اُس کی
وہ بشر کیا کہ بدلتی رہے نیت اُس کی

۲۶

یہ کہا اور سواری کو بڑھایا شہ نے اور فرزدق کے لگے آنکھوں سے آنسو بہنے
عزمِ شہ دیکھ کے وہ کچھ بھی نہ پایا کہنے اس کو پنہاں کیا آخر کو غبارِ رہ نے
راہ چلتے رہے سلطانِ زمن صحرا میں
سخت دشوار تھیں اس دشتِ بلا کی راہیں

۲۷

ایک منزل پہ ہوا سبطِ نبی کا جو ورود نام پوچھا تو کہا قریہ کے لوگوں نے زرود
اس جگہ شاہ کو پہنچی خبرِ نامسعود قتل مسلم ہوئے کوفہ سے گیا حق کا وجود
فدیۂ راہِ خدا ہدیۂ اول مسلم
لشکرِ شاہ شہیداں کے ہراول مسلم

۲۸

اِنّا لِلّٰہ پڑھا شاہ نے ، روئے یہ کہا کوفیوں نے وہ کیا جو نہیں کوئی کرتا
میرا قاصد جو گیا اس کو دیا جامِ قضا پھر بھی مالک ترا شبیر ہے راضی برضا
قافلے میں مرے ہمراہ ہیں مسلم کے یتیم
صبر دے ان کو تری ذات ہے رحمٰن و رحیم

۲۹

جب روانہ ہوئے مکہ سے شہِ عرش مقام	ساتھ اس قافلہ کے وہ بھی ہوئے محو خرام
جن کو لالچ تھا جو تھے دولتِ دنیا کے غلام	سوچ کر آئے تھے کوفہ میں کریں گے آرام

شام کی فوج کا انجام ہزیمت ہو گا
مال جو ہاتھ لگے گا وہ غنیمت ہو گا

۳۰

تھے حسین ابن علی قصد سے ان کے آگاہ	جمع کر کے یہ کہا سب سے کہ خالق ہے گواہ
مسلم اور ہانی کے ہمراہ جو تھے عبداللہ	سب ہوئے قتل ملی کوفہ میں ان کو نہ پناہ

کوئی کوفہ میں مددگار ہمارا نہ رہا
جان دینے کے سوا اب کوئی چارہ نہ رہا

۳۱

طلبِ سلطنت و جاہ نہیں ہے مجھ کو	مالِ دنیا کی ذرا چاہ نہیں ہے مجھ کو
کچھ عزیز اب بجز اللہ نہیں ہے مجھ کو	قتل ہونے کے سوا راہ نہیں ہے مجھ کو

آزمائش ہے مری صبر کی ہر منزل میں
امتحاں میرا ہے تم پھنستے ہو کیوں مشکل میں

۳۲

پیشِ حق لے کے جو قربانیاں جائے گا حسینؑ	بجز اخلاص وہاں بار نہ پائے گا حسینؑ
خنجر و تیر و تبر سینے پہ کھائے گا حسینؑ	بددعا کے لئے پر لب نہ ہلائے گا حسینؑ

مجھ کو معلوم ہے کس شخص کا ہے مقصد کیا
یہ عمل میرا ہے پر خالصتاً بہرِ خدا

۳۳

ساتھ گر چھوڑ دو میرا تو نہیں ہونگا خفا	چاہتا میں ہوں کہ تم جان بچا لو بہ خدا
یہی موقع ہے چلے جاؤ اگر ہو کے جدا	وہ گئے نام کہ جن لوگوں کا محضر میں نہ تھا

بھیڑ سب چھٹ گئی اور چل دیے سب اہلِ ہوس
رہ گئے وہ ہی کہ جن کے لئے اللہ ہے بس

۳۴

چل کے جب قادسیہ پہنچے جنابِ شبیر   عاملِ والیٔ کوفہ تھا حصین ابن نمیر
اس نے مامور کی اک فوج بہ سامانِ کثیر   لشکری ایک ہزار، اور تھے حُر ان کے امیر
فوج کو حکم تھا شبیر کو محصور کرو
والیٔ کوفہ کے پاس آنے پہ مجبور کرو

۳۵

فوجِ کوفہ کے بجا تھے نہ مگر ہوش و حواس   مل سکا تھا نہ جو پانی تو یہ شدت کی تھی پیاس
دم لبوں پر تھا کسی کو بھی نہ تھی زیست کی آس   ہو کے مجبور گئے حر شہِ مظلوم کے پاس
پسر ساقی کوثر سے جو مانگا پانی
فوجِ اعدا کو ملی شہ سے حیاتِ ثانی

۳۶

فوجِ اعدا کو مرے ساقی نے سیراب کیا   میں کہ ہوں مستِ مئے حبِ شہِ کرب و بلا
میکدہ ہی مرا پیمانہ ہو اتنی ہو عطا   آپ ہیں شاہِ شہیداں میں فقیر الفقرا
حشر میں جھوم کے میں اُٹھوں جو میخانے سے
نار دوزخ کو بجھادوں اسی پیمانے سے

۳۷

یہ وہی مے ہے جو دوزخ سے بچائے گی مجھے   اور حیاتِ ابدی حق سے دلائے گی مجھے
یعنی لے کر لبِ کوثر یہی جائے گی مجھے   جلوۂ باغ جناں یہ ہی دکھائے گی مجھے
باغِ فردوس میں پھر چین سے وہ دَور چلے
جو کبھی ختم نہ ہو اور چلے اور چلے

۳۸

داغِ عصیاں کو مئے حبِ علی سے دھو کر   غم سے آزاد ہوں میں حر کی طرح وقتِ سفر
میرے مولا مرے ساقی، مرے دل کا ساغر   یوں چھلکنے لگے فردوس میں جیسے کوثر
ہو فصاحت کی تکلّم کو مرے ارزانی
تشنہ کامانِ سخن دیکھیں یہ گل افشانی

۳۹

تشنہ کامی سے مجھے لشکرِ حر یاد آیا کرمِ شاہ اگرچہ بے امداد آیا
باز عداوت سے نہ پر لشکرِ بیداد آیا راہ پھر روکنے کو ہر ستم ایجاد آیا
ظہر کے وقت کا ہونے لگا جس دم آغاز
دونوں فوجوں سے کہا شاہ نے پڑھنے کو نماز

۴۰

ہو چکے جمع جو سب لوگ تو حضرت نے کہا تم سے جو کہتا ہوں بیشک اسے سنتا ہے خدا
میں نہیں آیا ہوں خود تم نے مجھے بلوایا اب بھی گر عہد پہ قائم ہو نہ ہو مجھ سے جدا
اب جو ناخوش ہو تو واپس میں چلا جاؤنگا
سب نے خاموشی سے خطبے کو سنا، کچھ نہ کہا

۴۱

لوگ بولے یہ موذن سے اقامت کو سناؤ کوفیوں سے یہ کہا شہ نے مصلوں کو بچھاؤ
کیا علیحدہ ہی نماز اپنی پڑھو گے یہ بتاؤ ساتھ پڑھنی ہیں نمازیں تو صفوں میں آجاؤ
بولے کوفی کہ نہیں آپ امامت فرمائیں
مقتدی ہم ہیں نماز آپ ہی خود ہمکو پڑھائیں

۴۲

ہو چکی جب کہ نماز اور پڑھا سب نے سلام خطبہ یہ دینے کو ایستادہ ہوئے شاہِ انام
متقی تم ہو اگر اے سپہ کوفہ و شام جس میں اللہ کی خوشنودی ہو لازم ہے وہ کام
اہلِ بیت نبوی ہم ہیں ہمیں پہچانو
اور قرآن کی آیات کو دل سے مانو

۴۳

حق پہ میں ہوں مرا ظالم نے جو حق چھینا ہے نصرتِ ظلم پہ جیتے ہو یہ کیا جینا ہے
آخر اِک روز تمہیں جامِ اجل پینا ہے چاک کو دامنِ عصیاں کے اگر سینا ہے
تم نے خط بھیج کے بلوایا ہدایت کے لئے
اب بھی ہو جاؤ کھڑے حق کی حمایت کے لئے

۴۴

یہ بُری بات ہے مہماں سے دغا کرتے ہو عمرِ دو روزہ کی خاطر یہ جفا کرتے ہو
میں کہ ہوں سبطِ نبی مجھ سے دغا کرتے ہو دل میں سوچا بھی ہے تم نے کہ یہ کیا کرتے ہو
حُر نے یہ سن کے کہا آپ نے کیا فرمایا
ہم نے خط لکھا ہے کوئی نہ کہیں بھجوایا

۴۵

پھر حسینؑ ابن علی نے جو دیا حکم سفر راستہ روک کے حائل ہوا حر کا لشکر
حُر سے شہ بولے یہ آخر کو بدل کر تیور تیری ماں روئے تجھے کیا ہے ترے پیشِ نظر
بولا حُر آپ نے ماں کا جو مری نام لیا
اور کوئی جو یہ کہتا میں پلٹ کر کہتا

۴۶

کیا کروں آپ ہیں لختِ دل خاتونِ جناں سیدہ بنتِ رسولِ دوسرا آپ کی ماں
شان میں ان کے کہوں کب یہ مری تاب وتواں شہ نے آخر کہا کس امر کا تو ہے خواہاں
بولا حُر آپ چلیں روبروئے ابن زیاد
ورنہ میں ساتھ نہ چھوڑونگا شہِ نیک نہاد

۴۷

بولے شہ زندہ نہ جائیگا وہاں تک شبیر یہ تو ہو سکتا نہیں اور کوئی کر تدبیر
تب کہا حُر نے کہ اے صاحبِ عزوتوقیر آزمائش میں مجھے ڈال چکی ہے تقدیر
نہ مدینہ کی نہ کوفہ کی طرف راہ چلیں
اب کسی اور طرف اے شہ ذیجاہ چلیں

۴۸

شاہ نے موڑ دی یہ سنتے ہی مرکب کی لگام ساتھ چلتی رہی لیکن سپہ کوفہ و شام
پہنچے جب منزل بیضا پہ شہِ عرش مقام ایک خطبے میں کیا فوجِ عدوٗ سے یہ کلام
جانتے ہو کہ میں ہوں سبطِ رسولِ عربی
کیا غلط بات مرے منہ سے سنی تم نے کبھی

۴۹

غور سے سن لو یہ کہتے تھے رسول دوسرا جبکہ اک حاکمِ ظالم کو نہ ہو خوفِ خدا
حق نے قائم جو حدیں کیں وہ انھیں توڑ چکا اور جسے عہد الٰہی کا نہ ہو پاس ذرا
ایسے ظالم کی حمایت کا کبھی دم نہ بھرو
طلبِ عدل کی کوشش کو کبھی کم نہ کرو

۵۰

اور جو شخص کہ ہر ظلم کو چپ ہو کے سہے ایسے ظالم کے مٹانے کو کہے کچھ نہ کرے
غیر ممکن ہے کہ اس شخص کو خالق بخشے جو ہر اک ظلم وستم دیکھ کے خاموش رہے
ایسے خاموش نشینوں کا ٹھکانہ ہے بُرا
دیکھو شیطان کے پیرو نہ بنو بہرِ خدا

۵۱

بحر و بر میں مجھے ظاہر نظر آتا ہے فساد سرکشی ہوتی ہے اس سے کہ جو ہے رب عباد
قبضہ بر مالِ غنیمت ہے زراہِ بیداد اور حاکم کو نظر آتا ہے اپنا ہی مفاد
جس کو اللہ بتاتا ہے حرام اور حلال
ان میں باقی نہ رہا فرق یہ ہے صورت حال

۵۲

دیکھتے تم ہو کہ باطل ہی پہ ہوتا ہے عمل جس میں نقصان ہو ایسی نہ کرو ردو بدل
کیونکہ بیٹھی ہے کمیں گاہ میں تم سب کے اجل میری سن لو کہ یہ موقع نہ کہیں جائے نکل
مجھ سے دھوکا جو کیا تم نے تو پچھتاؤ گے
پھر جو شبیر کو ڈھونڈو گے نہیں پاؤ گے

۵۳

یہ کہا اور روانہ ہوئے منزل سے امام لگ گئی آنکھ سرِ پشتِ فرس یک ہنگام
چونک اٹھے خواب سے اور کرنے لگے خود سے کلام انا للّٰہ اور الحمد پڑھی شہ نے تمام
شاہ سے سن کر ان آیات کو اکبر نے کہا
چونک کر آپ نے کیوں ان کو پڑھا ہے بابا

۔۵۴۔

شاہ کہنے لگے اکبر سے کہ اے جانِ پدر خواب میں دیکھا سوار ایک ہے سرگرمِ سفر
اور لوگوں کو یہ دیتا ہوا جاتا ہے خبر لوگ چلتے ہیں جدھر موت بھی جاتی ہے ادھر
اس کو سن کر علی اکبر نے یہ شہ سے پوچھا
آپ بتلائیے کیا حق پہ نہیں ہم بابا؟

۔۵۵۔

بولے شہ اس میں کوئی شک نہیں ہم حق پر ہیں ورثہ دارِ حسن و حیدر و پیغمبر ہیں
اس لئے درپئے آزار ستم پرور ہیں اہل بیتِ نبوی منتخبِ داور ہیں
بولے اکبرؑ کہ ہر اک شخص کو جب مرنا ہے
اور ہم حق پہ ہیں تو موت سے کیا ڈرنا ہے

۔۵۶۔

دور از نہرِ فرات آ گئی آخر وہ زمیں خشک و ویران تھی ایسی کہ نہیں ہو گی کہیں
کربلا کہتے تھے اس کو اُسی صحرا کے مکیں شاہ نے حکم دیا سب کو کہ اتریں گے یہیں
کربلا سن کے کہا وعدہ گہِ کرب و بلا
تین دن شاہ کو اس دشت میں پانی نہ ملا

۔۵۷۔

کی بسر آخری شب شہ نے عبادت میں وہاں صبحِ عاشور محرم ہوئی آخر کو عیاں
عصر تک قتل ہوئی فوج خدا تشنہ دہاں ظلم اتنا ہوا جس کا نہیں یارائے بیاں
اب یہ وہ وقت ہے جب یکہ و تنہا ہیں حسینؑ
اپنے ہاتھوں پہ لئے چھوٹا سا لاشہ ہیں حسینؑ

۔۵۸۔

جاتے ہیں اصغرِ بے شیر کو دفناتے ہیں اسی حالت میں شقی تیر بھی برساتے ہیں
خونِ اصغرؑ کو بھی چہرے پہ ملے جاتے ہیں اور لبِ خشک سے اس بات کو دہراتے ہیں
میرے مالک یہ مرا ہدیۂ آخر ہو قبول
یوں صدا آتی ہے جیسی کہیں روتی ہوں بتول

۵۹

آخری فرض کو جب کر چکے شبیر ادا　　جنگ کی ایسی کہ صد ہا کو تو فی النار کیا
حد بھی ہے کوئی مگر کتنا لڑے اک پیاسا　　سر کو نہیوڑا دیا مرکب پہ پڑے یادِ خدا
زخم لگتے ہیں لہو جن سے بہا جاتا ہے
پسرِ مصحفِ ناطق کو غش آ جاتا ہے

۶۰

ہیں حسینؑ ابن علی ایسے میں مصروف نماز　　کہتے ہیں خالقِ اکبر سے بصد عجز و نیاز
عفو کر امت عاصی کو تو اے بندہ نواز　　منکشف ہوں دل انساں پہ شہادت کے بھی راز
شاہ سجدے میں تھے اور کرتے تھے حق سے یہ دعا
شمر نے کر دیا شبیر کا سر تن سے جدا